فتاویٰ عالمگیری

(علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری)

یہ فتاویٰ سلطان الہند محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۶۵۸ء تا ۱۷۰۷ء) کے حکم پر ہندوستان کے اکابر علماء نے اجتماعی جدوجہد سے تیار کیا، عالمگیر خود بھی فقہی اصول اور جزئیات پر عبور رکھتے تھے، ان سے پہلے اسلامی دنیا میں کئی مستند کتابیں رائج تھیں، لیکن ہندوستان تو کیا پوری دنیا میں فقہ حنفی کی کوئی ایسی واحد کتاب موجود نہیں تھی جس سے ایک عام مسلمان آسانی کے ساتھ مفتیٰ بہا مسائل معلوم کر سکے، عالمگیر کو بھی اس ضرورت کا احساس تھا، اس لئے انہوں نے دہلی اور اپنی سلطنت کے اطراف واکناف سے ایسے علماء کو جمع کیا جو فقہ میں کامل مہارت رکھتے تھے اور انہیں حکم دیا کہ مختلف کتابوں سے استفادہ کر کے ایسی مستند اور جامع کتاب تیار کریں جس سے مفتی، قاضی اور عوام الناس فائدہ حاصل کریں اور بہت سی کتابیں جمع کرنے اور ان کا مطالعہ کرنے سے بے نیاز ہو جائیں۔ اس کام کے لئے عالمگیر نے اپنے کتب خانے کے دروازے کھول دیئے جس میں فقہ حنفی کی بڑی بڑی اور نادر و نایاب کتابیں جمع تھیں۔ فتاویٰ کی تالیف کا کام علماء پر تقسیم کر دیا گیا، درج ذیل چار علماء کو ایک ایک چوتھائی حصہ مرتب کرنے کا کام سپرد کیا گیا اور ہر ایک کے لئے معاون علماء کی ایک جماعت مقرر کی گئی۔ اس پوری جماعت کے سربراہ شیخ نظام الدین برہانپوری تھے رحمہم اللہ تعالیٰ۔

۱۔ قاضی محمد حسین جونپوری۔

۲۔ مولانا محمد اکرم لاہوری۔

۳۔ سید جلال الدین محمد مچھلی شہری۔

۴۔ شیخ وجیہ الدین گوپاموی۔

مرأۃ العالم کی ایک عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ وجیہ الدین کی امداد کے لئے دس فضلا مامور کئے گئے تھے۔(۱) اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس فتاویٰ کی تالیف میں چالیس پچاس فضلاء شامل ہوں گے۔

یہ فتاویٰ جسے سلطان عالمگیر کی نسبت سے ''فتاویٰ عالمگیری'' کہا جاتا ہے۔ اسے ''فتاویٰ

۱۔ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور، ۱۵/ ۴۷۔ ۱۴۶۔

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

ہندیہ'' بھی کہا جاتا ہے، یہ فتاویٰ ۱۰۷۵ھ تا ۱۰۸۲ھ آٹھ سال میں مکمل ہوا، صاحب مرأۃ العالم نے لکھا ہے کہ کتاب ایک لاکھ بیت (اشعار) سے زیادہ ہوگی، جب کہ اس پر دو لاکھ روپے صرف ہوئے، یعنی فی سطر تقریباً دو روپے خرچ ہوئے۔ (۱)

فاضل مرتبین نے بڑی محنت اور تحقیق کے بعد مسائل اور احکام درج کتب کئے ہیں۔ اور ہر درجے کی کتابوں سے مسائل لئے گئے ہیں۔ تاہم اس میں خوبی یہ ہے کہ جو مسئلہ جس کتاب سے لیا گیا ہے اس کا نام اسی جگہ لکھ دیا گیا ہے، عالمگیر اس فتاویٰ کی تالیف پر بہت خوش ہوا اور اس نے علماء کرام کو وظائف اور انعامات سے نوازا۔ یہ کتاب ہندوستان، عرب، روم اور شام کے علماء وفقہاء میں متداول اور مقبول ہے اور اکثر اسی سے فتاویٰ لکھے جاتے ہیں۔ (۲)

عالمگیر کو فتاویٰ کے کام سے اتنی دلچسپی تھی کہ کتاب کے مکمل ہونے پر باقاعدہ اس پر نظر ثانی کی، ملا نظام الدین برہانپوری روزانہ ایک دو صفحے پڑھ کر سلطان کو سنایا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ سلطان کو ملت اسلامیہ کے لئے مفید اس کام پر جزائے خیر عطا فرمائے۔

فتاویٰ عالمگیری کی خصوصیات:

ڈاکٹر زبیر احمد نے اپنی تصنیف ''ادب عربی میں ہندوستان کا حصہ'' ص ۶۳ میں فتاویٰ عالمگیری کی درج ذیل خصوصیات بیان کی ہیں:

۱۔ ترتیب ہدایہ کے مطابق ہے۔

۲۔ تمام مسائل کو زیر بحث لانے اور ان کی تشریح کرنے کے لئے انتہائی احتیاط اور ذہانت کو کام میں لاکر مساعی جمیلہ صرف کی گئی ہیں۔

۳۔ تکرار اور زوائد سے اجتناب کیا گیا ہے۔

۴۔ اکثر حالات میں احادیث و مذاہب کے ظواہر پر انحصار کیا ہے اور شاذ فیصلوں سے اجتناب کیا ہے، مگر وہاں جہاں ان کے سوا اور کوئی حل مسائل کا نہ تھا۔

۵۔ مستند کتابوں کی اصل عبارتیں نقل کی ہیں۔

۱۔ مقالات مولوی محمد شفیع، ۴/۶۸

۲۔ فقہ اسلامی از مولانا عبدالاوّلا جونپوری (ط: ملتان)، ص ۲۶۳۔

فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد ☆ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے

۶۔ اگر مستند کتابوں میں ایک ہی مسئلے کے دو متضاد حل تجویز کیے گئے ہیں تو مزید دلائل دے کر ان میں سے مذہب مرجح کو اختیار کیا گیا ہے۔(۱)

مرأۃ العالم (از بختاور خان) میں ہے کہ فتاویٰ عالمگیری کا ترجمہ عربی سے فارسی میں بھی کیا گیا تھا، یہ کام چلپی عبداللہ رومی کے سپرد کیا گیا تھا جو شاہجہاں کے زمانے میں روم سے ہندوستان آئے تھے اور اکثر علوم وفنون میں یگانۂ روزگار ہونے کے علاوہ عربی، فارسی اور ترکی کے انشاء پرداز تھے، لیکن اس ترجمے کا کوئی نسخہ کہیں موجود نہیں ہے۔(۲)

اس کا اردو ترجمہ سید امیر علی کے قلم سے مطبع نولکشور سے دس جلدوں میں شائع ہو چکا ہے (پاکستان میں فرید بک اسٹال، لاہور کی طرف سے چھپ رہا ہے) اس سلسلے میں پہلی جلد کا ترجمہ احتشام الدین مراد آبادی کے قلم سے ہے، البتہ اس پر نظر ثانی سید امیر علی نے کی تھی۔

فتاویٰ عالمگیری مختلف اداروں نے شائع کیا، مثلاً:

۱۲۸۲ھ میں قاہرہ سے۔

اا۔ ۱۳۱۰ھ میں بولاق سے۔

۱۲۴۳ھ میں کلکتہ سے۔

۱۲۹۲ھ میں لکھنؤ سے۔(۳)

اب تو پاکستان اور ہندوستان سے عربی اور اردو ترجمہ کے متعدد ایڈیشن کئی ادارے چھاپ رہے ہیں، کچھ عرصہ قبل سہگ آباد، ضلع چکوال سے قانون کی کتابوں کی طرح دفعات کے انداز میں فتاویٰ عالمگیری کی اشاعت کا آغاز کیا گیا تھا۔ پانچ چھ حصے چھپے بھی تھے، لیکن یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔

جناب محمد طفیل ہاشمی لکھتے ہیں:

> اگرچہ فتاویٰ عالمگیر کو نیم سرکاری حیثیت حاصل تھی، لیکن نہ تو یہ کسی سرکاری مجموعۂ قوانین کی طرح واجب العمل رہا اور نہ اسلوب و ترتیب میں یہ مجموعہ ہائے قوانین سے مشابہ ہے، البتہ اس میں ہر مسئلے سے متعلق قضی بہ اقوال درج ہیں۔(۴)

۱۔ مقالات مولوی محمد شفیع، ۴/۸۶۔ ۲۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۱۵/ ۱۴۷۔

۳۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۱۵/ ۱۴۷۔ ۴۔ امام ابوحنیفہ، ص ۱۷۳۔

جناب بزمی انصاری لکھتے ہیں:

ہندوستان کی انگریزی عدالتوں میں مسلمانوں کے شرعی مقدمات کا فیصلہ کرنے میں ایک مدت تک فتاویٰ عالمگیری پر عمل ہوتا رہا۔(۱)

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فتاویٰ عالمگیری کے بعد اردو میں لکھی جانے والی فقہ حنفی کی دو عظیم الشان کتابوں کا مختصر تذکرہ کر دیا جائے۔

۱۔ بہارِ شریعت: حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی کی تصنیف ہے، ترتیب وہی کتب فقہ والی ہے، البتہ پہلا حصہ عقائد پر مشتمل ہے، کتب فقہ میں اس کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ ہر باب کی ابتداء میں باب کی مناسبت سے پہلے آیات کریمہ، پھر احادیث مبارکہ اور اس کے بعد فقہ حنفی کی معتبر کتابوں سے مسائل بیان کئے گئے ہیں اور جس کتاب سے نقل کئے ہیں اس کا بھی حوالہ بیان کر دیا ہے۔ اس کے ابتدائی چھ حصے امام احمد رضا بریلوی نے حرف بحرف سنے جابجا اصلاح فرمائی اور ان پر تقریظ لکھتے ہوئے فرمایا:

الحمدللہ! مسائل صحیحہ رجیحہ، منقحہ پر مشتمل پایا۔

مولانا محمد امجد علی اعظمی نے سترہ حصے لکھے تھے کہ سفر آخرت کا بلاوا آ گیا، تین حصے ان کے صاحبزادے علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی اور شاگردوں مفتی وقار الدین، مولانا محبوب رضا خان اور پروفیسر ظہیر احمد زیدی سابق پروفیسر علی گڑھ یونیورسٹی نے مکمل کئے اس طرح فقہ کے ابواب بھی مکمل ہو گئے۔

۲۔ فتاویٰ رضویہ از امام احمد رضا بریلوی فتاویٰ عالمگیری کے بعد وہ عظیم الشان فتاویٰ ہے جو مسائل کے ساتھ دلائل پر بھی مشتمل ہے اور جب تفصیلی گفتگو کرتے ہیں تو دلائل کا سیل رواں جاری کر دیتے ہیں، لطف کی بات یہ ہے کہ اس فتاویٰ کو کسی عالمگیر کی سرپرستی حاصل نہ تھی، بلکہ یہ فردِ واحد کی فکری اور قلمی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ رضا فاؤنڈیشن لاہور کی طرف سے اس کی ستائیس جلدیں چھپ چکی ہیں۔ امید ہے کہ تین جلدیں مزید تیار ہو جائیں گی۔ آئندہ صفحات میں فتاویٰ عالمگیری کے مرتبین کا مختصر تذکرہ پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ شیخ نظام الدین برہان پوری: مجلس مؤلفین فتاویٰ عالمگیری کے صدر اور برہان پور کے رہنے

۱۔ دائرۃ المعارف، ۱۵/ ۱۴۷۔

والے تھے، اکثر متداول کتابیں مولانا قاضی نصیرالدین ابن مولانا سراج الدین سے پڑھیں، تذکرہ علمائے ہند میں ہے کہ جب عالمگیر شہزادگی کے زمانے میں صوبۂ دکن کا ناظم مقرر ہوا تو شیخ نظام ملازمت میں داخل ہوئے، بعد میں ہزار پانصدی کا منصب پایا۔ پرہیز گاری اور خدا پرستی کے ساتھ موصوف تھے، وسیع علوم رکھنے کے باوجود متواضع شخصیت کے مالک تھے اور لوگوں کی حاجتیں پوری کرنے کے لئے کوشاں رہتے تھے، تقریباً چالیس سال شاہی ملازمت میں رہے، شاہی ملازمت کا زمانہ عزت و احترام کے ساتھ گزارا اور اسی سال سے زیادہ عمر پا کر ۱۰۹۲ھ میں وفات پائی اور برہان پور میں دفن ہوئے۔ (۱)

نوٹ: فقہ اسلامی (مفید المفتی) کے مؤلف مولانا عبدالاول جونپوری کو شیخ نظام الدین برہان پوری کا نام معلوم نہیں ہوسکا، انہوں نے صرف مولانا سید نظام الدین ٹھٹھوی کا نام تحریر کیا ہے۔

۲۔ ملا حامد جونپوری: شیخ عبدالرحیم جونپوری کے بیٹے تھے، آغازِ جوانی میں دہلی آ گئے، جہاں ملا شفیعا کے یزدی اور میر زاہد ہروی (م: ۱۱۰۱ھ۔ جن کے ملا جلالی رسالہ قطبیہ اور امور عامہ پر فاضلانہ حواشی ہیں) اور دانشمند خاں سے علمی استفادہ کیا، شاہجہان کے زمانے میں شاہی روزینہ داروں میں داخل ہوئے اور منصب سے سرفراز کئے گئے، بڑے متبحر فاضل تھے، اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے میں شہزادہ محمد اکبر کے معلم مقرر ہوئے، تفسیر بیضاوی پر ان کا حاشیہ امپیریل لائبریری کلکتہ کے مجموعہ بوھار میں موجود ہے، زندگی کے آخری دن جونپور میں بسر کئے اور وہیں اپنی تعمیر کردہ مسجد کے صحن میں مدفون ہوئے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی فتاویٰ پر نظر ثانی کرنے میں ان کے معاون تھے۔ (۲)

۳۔ شیخ قاضی محمد حسین جونپوری: علم و فضل میں بلند مقام رکھتے تھے، شاہ جہاں کے زمانے میں ایک عرصہ تک جونپور شہر کے قاضی رہے، پھر عالمگیر کے زمانے میں آلہ آباد کے قاضی بنا دیئے گئے۔ دیانت داری اور سچائی ان کے نمایاں اوصاف تھے۔ ۱۰۷۵ھ میں آلہ آباد سے دہلی بلائے گئے اور شاہی لشکر کے محتسب مقرر ہوئے، منہیات شرعیہ اور آلات لہو ولعب کے

۱۔ (الف) مقالات مولوی محمد شفیع، ۶/۴، ۷۵-۷۶۔

(ب) اردو دائرہ معارف اسلامیہ لاہور، ۱۵/ ۱۴۸۔

۲۔ اردو دائرۃ المعارف، ۱۵/ ۱۴۸۔

سخت مخالف تھے، ان کی وجہ سے دین کے احکام کی خوب ترویج ہوئی۔ ۱۰۸۱ھ میں وفات پائی اور دہلی میں مدفون ہوئے۔ فتاویٰ کے ایک چوتھائی حصے کی ترتیب آپ کے ذمہ تھی۔ (۱)

۴۔ محمد ابوالخیر ٹھٹھوی: کا تذکرہ تحفۃ الکرام، ۳/ ۲۱۸ میں اس طرح لکھا ہے کہ وہ مخدوم فضل اللہ کی اولاد میں سے تھے اور مخدوم فضل اللہ اپنے زمانے کے متبحر عالم، جامع فضائل، متقی اور پرہیزگار شخصیت تھے۔ اور مرزا عیسیٰ اور مرزا باقی کے ہم عصر تھے، مخدوم ابوالخیر اپنے زمانے میں کامل طالب علم تھے، فتاویٰ عالمگیری میں استنباط مسائل میں شریک تھے۔ (۲) ٹھٹھہ سندھ کا مشہور شہر ہے۔

۵۔ شیخ وجیہ الدین گوپاموی: ۱۰۰۵ھ میں گوپاموَ، ضلع ہردوئی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد شیخ عیسیٰ محدث، صوفی اور فقیہ تھے۔ ملا وجیہ الدین نے اپنے والد اور نانا شیخ جعفر بندگی انبیٹھوی سے تعلیم پائی۔ شاہ جہاں کے زمانے میں دہلی آئے اور داراشکوہ کے معلم مقرر ہوئے۔ عالمگیر بادشاہ بنے تو گوپاموَ جا کر گوشہ نشین ہو گئے۔ ۱۰۷۷ھ میں دوبارہ دہلی بلائے گئے اور فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین میں شامل کئے گئے۔ تحریر وتقریر میں یکساں مہارت رکھتے تھے، ذہانت کی تیزی اور ضمیر کی صفائی میں مشہور تھے۔ فتاویٰ کا ایک چوتھائی حصہ ان کی نگرانی میں مرتب ہوا۔ ۷۸ سال کی عمر پا کر ۱۰۸۲ھ میں سفر آخرت اختیار کیا اور گوپاموَ میں مدفون ہوئے۔ (۳)

۶۔ قاضی سید علی اکبر آلہ آبادی: فقہ، اصول فقہ اور علوم عربیہ کے نامور عالم تھے۔ سعداللہ خان وزیر (۱۰۶۶ھ) کے خاص مقرب تھے اسی لئے سعداللہ خانی کے نام سے مشہور ہوئے۔ پہلے اس کے بیٹے لطف اللہ خان (۱۱۱۴ھ) کے استاذ رہے پھر عالمگیر کے بیٹے محمد اعظم کے معلم رہے۔ اس کے بعد فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین کی جماعت میں شامل کر لئے گئے۔ پھر لاہور کے قاضی بنا دیئے گئے اور آخر دم تک اسی منصب پر فائز رہے۔

قضاء کے سلسلے میں ان کی گرفت سخت تھی، حدود وتعزیرات کے نافذ کرنے میں صاحب عزیمت اور انتہائی دیانت دار تھے۔ اسی لئے کچھ اہل کاران سے ناراض رہتے تھے۔ لاہور کے صوبہ دار امیر قوام الدین اصفہانی نے کوتوال شہر نظام الدین سے سازباز کر کے ۱۰۹۰ھ میں انہیں شہید کرا دیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ ورضی عنہ۔

۱۔ دائرہ معارف اسلامیہ، ۱۵/ ۱۴۸۔ ۲۔ مقالات مولوی محمد شفیع، ۴/ ۷۸۔ ۷۷۔

۳۔ دائرۃ المعارف اسلامیہ، ۱۵/ ۱۴۸۔

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

فارسی زبان میں صرف کی مشہور درسی کتاب فصول اکبری اور عربی زبان میں صرف کی کتاب اصول اکبری اور اس کی شرح ان کی تصانیف ہیں۔(۱)

۷۔ چلپی عبداللہ: ظاہری علوم اور باطنی معارف سے بہرہ ور تھے، صوفیوں کی اصطلاحوں سے خوب واقف تھے، عربی، ترکی اور فارسی خوب لکھتے تھے، انہوں نے تصوف اور حکمت میں عمدہ تالیفات مرتب کیں، شاہ جہاں کے زمانے میں روم سے ہندوستان آئے اور فقراء کے زمرے میں شامل ہو کر وقت گزارنے لگے، کچھ عرصہ ملا سعداللہ علامی ان کی ضروریات کے متکفل رہے، فرحۃ الناظرین، ص ۸۱ میں ہے کہ فتاویٰ کے لکھنے میں شامل اور مامور تھے، اس عبارت سے گمان ہوتا ہے کہ فتاویٰ سے فتاویٰ عالمگیری مراد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔(۲)

اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ انہوں نے فتاویٰ عالمگیری کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا، جواب ناپید ہے۔

۸۔ سید نظام الدین شکر اللہی: ابن نور محمد بن شکر اللہ بن ظہیر الدین بن شکر اللہ حسینی ٹھٹھوی سندھی رحمہم اللہ تعالیٰ کے آباء واجداد نے شیراز سے آکر ہرات میں سکونت اختیار کر لی تھی، ان کے ایک بزرگ شکر اللہ بن وجیہ الدین ۹۲۷ھ میں سندھ کے شہر ٹھٹھہ میں آبسے تھے۔

شیخ سید نظام الدین سندھ کے ان علماء میں سے تھے جو فقہ اور اصول فقہ میں کامل مہارت رکھتے تھے، ٹھٹھہ سے دہلی تشریف لے گئے اور فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین میں شامل ہوئے، فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین میں شامل ہوئے، فتاویٰ کے سلسلے میں انہوں نے بہت سے پیچیدہ اور مشکل مسائل حل کئے، کچھ عرصہ بعد دہلی میں ہی داعی اجل کو لبیک کہا۔(۳)

۹۔ میر سید محمد قنوجی چشتی: بحر علم وعرفان کے شناور تھے، شاہ جہاں نے اپنے آخری دنوں میں سید صاحب کو قنوج سے بڑے اعزاز کے ساتھ بلایا اور اپنے تقرب سے نوازا۔ شاہ جہاں کے انتقال کے بعد عالمگیر نے دارالخلافہ اکبر آباد سے بڑی عزت وتکریم کے ساتھ بلایا اور ہم نشینی کا شرف بخشا۔ عالمگیر ہفتے میں تین دن حجۃ الاسلام امام غزالی کی تصانیف خصوصاً احیاء العلوم، نیز فتاویٰ عالمگیری اور کتب سلوک پر سید صاحب سے مذاکرہ کرتے تھے، سید صاحب طلباء کو

۱۔ دائرہ معارف اسلامیہ، ۱۵/۱۵۰۔ ۲۔ مقالات مولوی محمد شفیع، ۴/۹۷۔

۳۔ دائرہ معارف اسلامیہ، ۱۵/۱۵۰۔

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

تعلیم دینے اور عوام و خواص کے مقاصد پورے کرنے میں مصروف رہتے تھے۔ تحفۃ الکرام ۲/۹۳ میں ہے کہ "در فتاویٰ عالمگیری سعیہا کردہ" عالمگیر نامہ ص ۱۰۶۲ پر ہے کہ "سال دہم جلوس میں ان کو چار ہزار روپیہ انعام دیا گیا۔(۱)

۱۰۔ شیخ رضی الدین بھاگلپوری: یہ متبحر فاضل بہار کے شرفاء میں سے تھے اور فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین میں شامل تھے، ان کو روزانہ تین روپے ملتے تھے، چونکہ انہیں دیگر فنون مثلاً سپاہ گری، عملداری، ندیمی، اس کے علاوہ ہر جگہ کی خبرداری بھی ان کو حاصل تھی اس لئے قاضی محمد حسین جونپوری محتسب عالمگیر اور مقرب خاص بختاور خان کے توسط سے ان کے کمالات بادشاہ کے گوش گزار ہوئے تو انہیں ایک صدی منصب ملا، پھر حسن علی خان کی امداد سے "امارت" اور "خانی" کے منصب پر فائز ہوئے، یہ سید حسن علی خان کے پیش کار تھے۔(۲)

شیخ رضی الدین نے تلپت کے علاقے میں گوکل جاٹ کے فساد مچانے پر حسن علی خان کی کمان میں اس باغی کی سرکوبی کی اور صلے میں خان کا خطاب پایا۔ ۱۰۸۱ھ میں ایک سپاہی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔(۳)

۱۱۔ ملا محمد اکرم لاہوری: ملا یحییٰ کے صاحبزادے اور اپنے دور کے جلیل القدر فاضل تھے، درسی کتب پر کامل دسترس رکھتے تھے اور کئی بار پڑھا چکے تھے، فقہ کے متبحر عالم مشہور تھے۔ حلم و بردباری، صلاح و پرہیزگاری سے متصف تھے، شہزادہ محمد بخش (دائرۂ معارف میں شہزادے کا نام "کام بخش" لکھا ہے جو ممکن ہے طباعت کی غلطی ہو) عالم گیر ان کے وسیع علم کے پیش انہیں "اعلم" کہا کرتا تھا، فتاویٰ عالمگیری کے ایک چوتھائی حصے کی ترتیب و تالیف پر مامور تھے۔ ۱۰۹۴ھ میں ستر سال سے زیادہ عمر پا کر اورنگ آباد میں عالم بقا کی طرف رخ کیا۔ انسانی صورت میں فرشتہ تھے۔ مرأۃ العالم میں ہے کہ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی کہا کرتے تھے کہ لاہور میں کوئی عالم یحییٰ کے بیٹے کی فضیلت کو نہیں پہنچتا۔(۴)

۱۲۔ ابوالفیض شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد ماجد ۱۰۵۴ھ میں پیدا

۱۔ مقالات مولوی محمد شفیع، ۴/۸۱۔۸۰۔ ۲۔ مقالات مولوی محمد شفیع، ۴/۸۲۔۸۱۔

۳۔ دائرہ معارف اسلامیہ، ۱۵/۱۴۹۔

۴ (الف): مقالات مولوی محمد شفیع، ۴/۸۲۔ (ب) دائرہ معارف اسلامیہ، ۱۵/۱۴۸۔

ہوئے، فتاویٰ عالمگیری کی تکمیل کے بعد اس پر نظرثانی کا کام ہو رہا تھا، کچھ حصہ شیخ حامد جونپوری کے سپرد تھا، ان کی وساطت سے شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی بھی اس کام میں شامل ہوئے، پھر ایسے حالات پیدا ہوئے کہ یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا، فرخ سیر کے عہد کے آخر میں ۷۷رسال کی عمر میں ۱۴رصفر بروز بدھ ۱۱۳۱ھ میں وفات پائی۔(۱)

۱۳۔ مولانا جلال الدین محمد مچھلی شہری: قاضی ثناءالدین جعفری کی اولاد میں سے تھے، مچھلی شہر کے قاضی اور علم وفضل اور فقہ میں یگانۂ روزگار تھے، فن خطابت اور مناظرہ میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا، بحث ومباحثہ میں اپنے مسکت دلائل سے مخالفین کا ناطقہ بند کر دیتے تھے، فتاویٰ عالمگیری کا پہلا چوتھائی حصہ ان کی نگرانی میں مرتب ہوا، مچھلی شہر میں انتقال ہوا اور موضع اولیاء پور میں دفن کئے گئے۔(۲)

۱۴۔ محمد جمیل صدیقی: جونپور کے قدیم علمی گھرانے کے چشم وچراغ تھے، ۱۰۵۵ھ میں پیدا ہوئے، وجیہ وشکیل ہونے کے ساتھ کمالات باطنی سے بھی آراستہ تھے، دہلی کے تمام علماء ان کے علم و فضل کی معترف تھے، شرح جامی کا حاشیہ فقہ کا ایک رسالہ اور تصوف میں تنبیہات جمیلی نام کا کتابچہ ان کی یادگار ہے۔ ۱۱۲۳ھ میں جونپور میں انتقال ہوا۔

نوٹ: ڈاکٹر مولوی محمد شفیع نے چودہ مرتبین فتاویٰ کے نام دیئے ہیں ان میں سے بارہ حضرات کے مختصر حالات بھی لکھے ہیں، لیکن انہوں نے مولانا جلال الدین محمد مچھلی شہری اور علامہ محمد جمیل صدیقی کے بارے میں لکھا کہ ان کے حالات مجھے ابھی تک نہیں ملے۔(۳)

۱۵۔ علامہ ابوالواعظ ہرگامی: ابن محمد اسمٰعیل بن قاضی عماد الدین عمری بدایونی اپنے دور کے مشہور فضلاء میں سے تھے، موضع ہرگام میں پیدا ہوئے، وہیں پلے بڑھے، علم حاصل کیا، پھر تمام عمر تشنگانِ علم کو سیراب کرتے رہے، ان سے تعلیم حاصل کرنے والوں میں سلطان عالمگیر بھی شامل ہیں، علامہ ابوالواعظ فتاویٰ عالمگیری مرتب کرنے والی فضلاء کی جماعت میں شامل تھے،

۱۔ دائرہ معارف اسلامیہ، ۱۵/۱۵۳۔

۲۔ نوٹ: نمبر ۱۳ سے آخر تک فتاویٰ عالمگیری کے مرتبین فضلاء کے حالات دائرہ معارف اسلامیہ سے ماخوذ ہیں، ج ۱۵، ص ۱۵۵۔۱۴۹۔

۳۔ مقالات مولوی محمد شفیع، ۴/۷۸۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆

ان کے دادا قاضی عماد الدین خاندان کے پہلے فرد ہیں جو ہرگام میں آ کر آباد ہوئے اور ہرگام کے قاضی سے شرف تلمذ حاصل کیا، جنہوں نے ان کی علمی قابلیت سے متاثر ہو کر اپنی بیٹی کا عقد نکاح ان کیساتھ کر دیا، پھر انہوں نے وہیں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ (ص ۱۵۱)

۱۶۔ شیخ احمد بن ابومنصور گوپاموی: اکابر فقہائے احناف میں سے تھے، اپنے والد ماجد شیخ ابومنصور اور علامہ شیخ احمد بن ابوسعید حنفی انبیٹھوی المعروف بہ ملا جیون مصنف تفسیر احمدی ونور الانوار (۱۱۳۰ھ) سے علمی استفادہ کیا، فقہ، اصول فقہ اور ادبیات عربی کے نامور علماء میں شمار ہوئے، اسی لئے سلطان عالمگیر نے فتاویٰ عالمگیری کی تدوین کے سلسلے میں ان کی خدمات حاصل کیں اور ایک روپیہ یومیہ اور کچھ غلہ ان کا وظیفہ مقرر کیا۔ شیخ احمد نے اپنے استاذ ملا جیون کے ساتھ حرمین شریفین کا سفر کیا۔ حج کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ (ص ۱۵۱)

۱۷۔ شیخ محمد غوث کاکوروی: ۱۰۵۶ھ میں کاکوری میں پیدا ہوئے، ان کا سلسلۂ نسب چھبیس واسطوں سے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے، ابتدائی کتابیں شیخ زمان کاکوروی سے پڑھیں، مطولات کے لئے علامہ ابوالواعظ ہرگامی اور شیخ قطب الدین شہید سہالوی سے رجوع کیا اور کتب حدیث کے لئے شیخ ابو یوسف بنانی لاہوری مصنف الخیر الجاری فی شرح صحیح البخاری (م ۱۰۹۸ھ) کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ پھر عالمگیر سے رابطہ ہو گیا اور اس نے فتاویٰ عالمگیری کی تدوین کے لئے ان کی خدمات حاصل کر لیں، اس کے علاوہ تدریس اور افادۂ عام کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ باسٹھ سال کی عمر پا کر ۲۶ رصفر ۱۱۱۸ھ میں لکھنؤ میں وفات پائی۔ (ص ۱۵۱)

۱۸۔ فصیح الدین جعفری پھلواروی: اہل پھلواری (پٹنہ، بہار) کے مورث اعلیٰ امیر عطاء اللہ جعفری کے پرپوتے تھے۔ تحصیل علم کے لئے دہلی جا کر ملا عوض وجیہ اور شیخ احمد بن ابوسعید انبیٹھوی (ملا جیون) سے علمی استفادہ کیا۔ اپنے استاذ ملا عوض وجیہ کے واسطے سے عالمگیر کے دربار میں پہنچے اور اپنے تبحر علمی کی بناء پر فتاویٰ عالمگیری کی تدوین کرنے والے علماء کی جماعت میں شامل ہوئے۔ عالمگیر نے بطور ذریعہ معاش ایک سو بیگھہ زمین اور ایک روپیہ یومیہ مقرر کیا۔ فتاویٰ کی تدوین کے بعد اپنے وطن پھلواری جا کر طلبہ کو درس دینے لگے اور ۱۱۱۹ھ میں وہیں

وفات پائی۔ (ص ۱۵۱)

۱۹۔ ابو الفرح عبدالفتاح ابن ہاشم حسینی صمدانی کا شمار دور گزشتہ کے فقہائے ہند میں ہوتا ہے، مرکز علم جون پور میں سید محمد جونپوری سے علم حاصل کیا پھر دہلی تشریف لے گئے وہاں میر زاہد بن محمد اسلم ہروی (م ۱۱۰۱ھ) کے حلقۂ درس میں شامل ہو گئے اور علم وفضل میں یہاں تک ترقی کی کہ فتاویٰ عالمگیری مرتب کرنے والے نامور فقہاء کے زمرے میں شامل ہوئے۔

۲۰۔ قاضی عصمت اللہ لکھنوی: قاضی عبدالقادر عمری لکھنوی (۱۰۷۶ھ) کے بڑے بیٹے تھے، سلسلۂ نسب اٹھارہ واسطوں سے شہرۂ آفاق صوفی حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ سے جا ملتا ہے، لکھنؤ میں پیدا ہوئے، اپنے والد اور قاضی وجیہ الدین گوپاموی سے تعلیم حاصل کی۔ طریقت وسلوک کی منزلیں طے کرنے کے لئے پیر محمد سلونی (م ۱۰۹۹ھ) سے بیعت ہوئے۔ پھر عالمگیر سے رابطہ پیدا ہو گیا۔ اس نے انہیں مراد آباد کا والی مقرر کر دیا۔ وہاں خاصی مدت تک رہے، پھر مختلف شہروں میں منتقل ہوتے رہے۔ بڑے سخی اور علماء کے قدردان تھے۔ فتاویٰ عالمگیری مرتب کرنے والے علماء کی مبارک جماعت میں شامل تھے۔
دکن سے واپس آ رہے تھے کہ نربدہ کے ساحل پر ہفتے کی رات ۱۲/ رجب ۱۱۱۳ھ کو رحلت فرما گئے۔ عمر سڑسٹھ برس تھی، لکھنؤ کے قریب موضع بہد انوہ میں دفن کئے گئے۔ ''خلد اللہ الدار النعیم'' تاریخ وفات ہے۔ (ص ۱۵۲)

۲۱۔ قاضی محمد دولت فتح پوری: ابن محمد یعقوب بن فرید سعداللہ بن احمد بن حافظ الدین انصاری سہالوی، موضع سہالی میں پیدا ہوئے۔ وہیں نشو ونما پائی اور شیخ شہید قطب الدین سہالوی سے علم حاصل کیا۔ اپنے زمانے کے فاضل علماء احناف میں سے تھے۔ فتح پور سے دہلی گئے اور فتاویٰ عالمگیری مرتب کرنے والی جماعت میں شامل ہو گئے۔ عالمگیر نے انہیں سورت کا قاضی مقرر کر دیا۔ سورت جا رہے تھے کہ راستے میں ڈاکوؤں نے انہیں شہید کر دیا۔ (ص ۱۵۲)

۲۲۔ محمد سعید سہالوی: شیخ قطب الدین شہید سہالوی کے دوسرے بیٹے تھے، سہالی میں پیدا ہوئے، کئی سال اپنے والد کی خدمت میں رہ کر علم حاصل کیا اور علم وفضل میں یکتائے زمانہ بنے، انتہائی باحیا، صاحب عفت اور عالم باعمل تھے۔ والد کی شہادت کے بعد دکن میں جا کر عالمگیر کو ملے اور اسے والد کی شہادت کی تفصیل بتائی، اس نے لکھنؤ میں ایک عظیم الشان محل عطا کیا، جو

اس سے پہلے ایک فرنگی تاجر کے پاس تھا اور وہ واپس وطن چلا گیا تھا، اسی لئے اسے "فرنگی محل" کہا جاتا ہے۔

محمد سعید سلطان نے مل کر سہالی گئے اور اپنے اہل وعیال اور اعزہ واقارب کو لے کر لکھنؤ پہنچ گئے اور فرنگی محل میں اقامت گزیں ہو گئے۔ پھر دہلی جا کر عالمگیر کو ملے اور فتاویٰ عالمگیری مرتب کرنے والی جماعت میں شامل ہوئے۔ عالم شباب میں شاہ عالم کے زمانۂ حکومت وفات پائی۔ (۱۵۲۔۵۳)

۲۳۔ قاضی عبدالصمد جونپوری: درسِ نظامی کی فن مناظرہ کی مشہور کتاب "رشیدیہ" کے مصنف محمد رشید بن مصطفیٰ عثمانی جونپوری (م ۱۰۸۳ھ) کے بھتیجے اور شاگرد تھے۔ ایک مدت تک اپنے استاد کی خدمت میں رہ کر اکتساب علوم کیا۔ یہاں تک کہ فقہ، اصولِ فقہ اور دوسرے علوم میں اپنے معاصرین سے فوقیت لے گئے، پھر دہلی جا کر فتاویٰ عالمگیری کے مرتبین کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ پھر دکن کے قاضی بنا دیئے گئے۔ طویل عرصہ اس منصب پر متعین رہے۔ پھر لکھنؤ چلے گئے۔ وہاں آٹھ سال رہے۔ عالمگیر نے انہیں کئی گاؤں عطا کئے۔ بلاد دکن میں وفات پائی۔ (ص ۱۵۳)

۲۴۔ مفتی ابوالبرکات دہلوی: دہلی میں پیدا ہوئے، یہیں اکابر علماء سے علمی فیض حاصل کیا۔ پہلے دہلی کے مفتی پھر قاضی بنا دیئے گئے۔ فقہی مسائل پر "مجمع البرکات" کے نام سے دو جلدوں میں کتاب لکھی، فتاویٰ عالمگیری کے مرتبین میں شامل تھے۔ (ص ۱۵۳)

۲۵۔ قاضی سید عنایت اللہ مونگھیری: ۱۰۵۰ھ کے لگ بھگ سورج گڑھ (ضلع مونگھیر) کے محلہ چک مسکن میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد سورج گڑھ اور کجرا کے قاضی تھے۔ سید عنایت اللہ نے ابتدائی تعلیم سورج گڑھ میں حاصل کی۔ مزید تعلیم کے لئے دہلی چلے گئے، تکمیل تعلیم کے بعد اسی مدرسے میں مدرس مقرر ہو گئے۔ ان کی علمی اور فقہی شہرت کی بناء پر عالمگیر نے انہیں فتاویٰ عالمگیری کے مرتبین میں شامل کر لیا۔ فتاویٰ کی تکمیل کے بعد دوبارہ شاہی مدرسے میں تعلیم دینے لگے اور ۱۰۹۹ھ تک وہاں مدرس رہے۔ اس کے بعد سورج گڑھ کے شرفاء کی درخواست پر انہیں ان کے والد کی جگہ قاضی بنا کر بھیج دیا گیا۔ (ص ۱۵۳)

۲۶۔ شیخ محمد شفیع: ابن شیخ شریف محمد ان کے اجداد میں سے حضرت خواجہ محمد غزنوی بغداد شریف سے

رحلت کر کے غزنی، سرہند اور دہلی سے ہوتے ہوئے صوبہ بہار میں جا کر مقیم ہو گئے۔ شیخ محمد شفیع عالمگیری دور کے ممتاز علماء میں سے تھے، عالمگیر کو ان سے بڑی عقیدت تھی، شہزادے بھی استفادہ و استفاضہ کے لئے اکثر ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے۔ ان کے احوال میں سے صرف اس قدر معلوم ہو سکا کہ روحانی منازل سلوک طے کرنے کے لئے اپنے ماموں پیران پیر محی الدین قلندری سے بیعت ہوئے۔ سند شاہی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سو سال سے زیادہ عمر پائی اور ۱۰۸۴ھ تک حیات تھے۔ ان کے صاحبزادے قاضی بدیع الزماں بلند پایہ عالم تھے۔ (ص ۱۵۴)

۲۷۔ شیخ وجیہ الرب: کے حالات زندگی بھی پردۂ خفا میں ہیں۔ البتہ شیخ محمد شفیع کو دربار شاہی سے جو سند دی گئی اس میں ان کا بھی ذکر ہے۔ سند کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے: فتاویٰ عالمگیری کی ترتیب کے لئے شیخ وجیہ الرب مرحوم کے ساتھ معاشی امداد کے ذریعہ میں شیخ محمد شفیع ولد شیخ شریف محمد مقرر تھے۔ (ص ۱۵۴)

۲۸۔ مولانا سید محمد فائق: قاضی بدیع الزمان بن شیخ محمد شفیع کے خسر تھے اور فتاویٰ عالمگیری کے سلسلے میں اڑھائی روپے یومیہ وظیفہ ملتا تھا۔ (ص ۱۵۴)

۲۹۔ قاضی القضاۃ غلام محمد:

۳۰۔ امیر میراں علامہ ابوالفرح معروف بہ سید معدن۔ یہ دونوں حضرات فتاویٰ عالمگیری کے مرتبین میں سے تھے لیکن مترجمین میں ان کے حالات نہیں مل سکے۔ (رحمہم اللہ تعالیٰ) (ص ۱۵۴)

۱۔ قاضی نجم الدین خان کاکوروی: فتاویٰ عالمگیری کا پہلا فارسی ترجمہ علامہ عبداللہ رومی نے کیا۔ دوسرا ترجمہ قاضی نجم الدین خان کاکوروی نے کیا۔ ان کے والد حمید الدین بن غازی الدین بن محمد غوث کاکوروی تھے۔ ۱۵ ربیع الاول ۱۱۵۷ھ میں کاکوری میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد حمید الدین، شیخ عبدالرشید جونپوری، علامہ غلام یحییٰ بن نجم الدین بہاری (میر زاہد رسالہ قطبیہ کے محشی) ملاحسن بن غلام مصطفیٰ لکھنوی (شارح مسلم) سے تعلیم حاصل کی۔ فنون ریاضیہ علامہ تفضل حسین کشمیری سے حاصل کئے۔ ان کے ذریعے ہی وائسرائے ہند سے ان کا تعارف ہوا، جس نے انہیں قاضی القضاۃ مقرر کر دیا۔ پچیس سال اس منصب پر فائز رہے۔ سر جان شور (۱۷۹۳ء۔ ۱۷۹۸ء) کی فرمائش پر فتاویٰ عالمگیری کا فارسی ترجمہ کیا جو کلکتہ اور لکھنؤ سے کئی

بار چھپ چکا ہے۔ ۱۳ ربیع الثانی بروز منگل ۱۲۲۹ھ کو وفات پائی۔ (ص ۱۵۴)

۲۔ مولوی سید امیر علی ملیح آبادی: نے فتاویٰ عالمگیری کا اردو ترجمہ کیا اور اس پر سات سو صفحات کا مقدمہ لکھا، جو دس جلدوں میں چھپ رہا ہے سنہ ۱۲۷۴ھ میں اتر پردیش بھارت کے مشہور قصبہ ملیح آباد میں پیدا ہوئے۔ سید عبداللہ آروی، مولانا حیدر علی مہاجر، قاضی بشیر الدین عثمانی قنوجی سے مروج علوم کی تعلیم حاصل کی پھر دہلی جا کر میاں نذیر حسین دہلوی سے حدیث پڑھی۔ حکیم عبدالمجید بن حکیم محمود دہلوی سے طب پڑھی۔ لکھنؤ کے مطبع نولکشور میں کتب کی تصحیح، حواشی اور تراجم نویسی کا کام کرتے رہے۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ اور دارالعلوم ندوۃ العلماء میں بطور مدرس کام کرتے رہے۔ مواہب الرحمٰن فی تفسیر القرآن تیس جلدوں میں، عین الہدایہ اردو ترجمہ ہدایہ اور حاشیہ توضیح تلویح ان سے یادگار ہیں۔ ۲۷ ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۹ء میں لکھنؤ میں وفات پائی۔ (۱۵۵)

دائرہ معارف اسلامیہ میں ہے کہ فتاویٰ عالمگیر کی تدوین میں شاہی کتب خانہ کی ۱۳۰ کتابوں سے مدد لی گئی تھی، اس کے بعد ۲۳ کتابوں کی فہرست دی ہے۔(۱) لیکن مولانا عبدالاول جونپوری نے ۶۹ کتابوں کی فہرست دی ہے جو حسب ذیل ہے۔

(۱) شرح وقایہ (۲) قدوری (۳) کافی (۴) ہدایہ (۵) منیۃ المصلی (۶) شرح الطحاوی (۷) فتح القدیر (۸) محیط برہانی (۹) محیط سرخسی (۱۰) جامع صغیر (۱۱) مبسوط (۱۲) شرح جامع کبیر حصیری (۱۳) منتقی (۱۴) ظہیریہ (۱۵) خلاصہ (۱۶) مضمرات (۱۷) فتاویٰ قاضی خاں (۱۸) بحر الرائق (۱۹) ذخیرہ (۲۰) تاتار خانیہ (۲۱) تبیین الحقائق (۲۲) مختارات النوازل (۲۳) تمرتاشی (۲۴) معراج الدرایۃ (۲۵) السراج الوہاج (۲۶) برجندی (۲۷) شرح النقایۃ لابی المکارم (۲۸) فتاویٰ برہانیہ (۲۹) جوہرہ نیرہ (۳۰) نہایہ (۳۱) کفایہ (۳۲) بدائع (۳۳) غایۃ السروجی (۳۴) اختیار (۳۵) شرح مختار (۳۶) فصول عمادیہ (۳۷) تہذیب (۳۸) وجیز کردری بزازیہ (۳۹) جواہر الاخلاطی (۴۰) غایۃ البیان (۴۱) حاوی القدسی (۴۲) فتاویٰ الصغریٰ (۴۳) فتاویٰ الکبریٰ (۴۴) خزانۃ الفتاویٰ (۴۵) مختار الفتاویٰ (۴۶) فتاویٰ سراجیہ (۴۷) التجنیس والمزید (۴۸) فتاویٰ غیاثیہ (۴۹) فتاویٰ عتابیہ (۵۰) خزانۃ المفتیین

۱۔ دائرہ معارف اسلامیہ، ۱۴۶/۱۵۔

(۵۱) نہر الفائق (۵۲) کنز الدقائق (۵۳) عینی شرح کنز (۵۴) قنیہ (۵۵) شرح جامع صغیر قاضی خان (۵۶) ینابیع (۵۷) نقایہ (۵۸) عنایہ (۵۹) ایضاح (۶۰) شرح مجمع البحرین (۶۱) تنویر شرح جامع کبیر (۶۲) فتاویٰ نسفیہ (۶۳) خزانۃ الفقہ (۶۴) ملتقط (۶۵) شرح منیہ حلبی (۶۶) الزاد (۶۷) شمنی (۶۸) شرح مبسوط سرخسی (۶۹) شرح میہ ابن امیر حاج (۷۰) فتاویٰ آہو وغیرہ۔(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

☆

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایک شخص کو پیٹ کے بل

لیٹے ہوئے دیکھ کر فرمایا

اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا

☆

(سنن ترمذی)

بندۂ خدا

مجلۃ الاحکام العدلیہ

انیسویں صدی عیسوی میں جب یورپ میں جید قوانین کی تدوین ہوئی تو حکومت عثمانیہ (ترکیہ) نے بھی ایسے قوانین کے نافذ کرنے کی ضرورت محسوس کی جو دورِ جدید کے تقاضوں کو پورا کر سکیں۔ چنانچہ ۱۸۵۰ء اور اس کے بعد قانونِ اراضی، قانون فوجداری، تجارتی عدالتوں کا قانون اساسی اور اس قسم کے کئی دوسرے قانون نافذ کئے گئے۔ حکومت عثمانیہ کی قانونی کتابیں غیر ملکی قانونی کی کتابوں سے متاثر تھیں اور کئی قوانین شریعت اسلامی کے موافق اور کچھ اس کے مخالف تھے مثلاً چور کا ہاتھ کاٹنا موقوف کر دیا، کوڑے لگانا ختم کر دیا، سود کو ایسا فائدہ قرار دے کر جائز قرار دیا جو مروجہ تجارتی لین دین کے مطابق فریقین طے کر لیں۔

اراکین مجلس مجلّہ:

آخر ایک وقت آیا کہ یورپی ممالک کی طرح حکومت عثمانیہ نے بھی قانون مدنی وضع کرنے کا ارادہ کیا، چنانچہ اس نے احمد جودت پاشا ناظم محکمۂ احکام عدلیہ کی قیادت میں علمائے قانون کی ایک مجلس مقرر کی جو ابتداءً سات ممبروں پر مشتمل تھی۔ بعد میں اس میں کچھ ممبر بدلے گئے اور کچھ کا اضافہ ہوا۔

۱۔ احمد جودت پاشا۔

۲۔ احمد خلوصی۔

۳۔ احمد حلمی ممبر احکام عدلیہ۔

۴۔ محمد امین جندی۔

۵۔ سیف الدین ممبر مجلس شوریٰ۔

۶۔ سید خلیل، ناظر اوقاف۔

۷۔ شیخ محمد علاؤ الدین ابن عابدین۔ علامہ محمد امین ابن عابدین شامی صاحب ردالمحتار حاشیہ درمختار کے صاحبزادے، انہوں نے تکملہ شامی کی ابتداء میں لکھا ہے کہ وہ تین سال بعد مجلس مجلّہ سے استعفیٰ دے کر اپنے وطن دمشق، شام چلے گئے تھے۔

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

مقاصد:

مجلس کا مقصد یہ تھا کہ فقہی معاملات کے بارے میں ایسی کتاب مرتب کی جائے جو:

۱۔ باضابطہ ہو۔

۲۔ اس کا مطالعہ ہر ایک کے لئے آسان ہو۔

۳۔ اختلافات سے پاک ہو۔

۴۔ مفتی بھا اقوال پر مشتمل ہو۔

تکمیل مجلّہ:

مجلس نے محرم ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء میں صدر اعظم علی پاشا کو جو رپورٹ پیش کی اس میں مجلّہ کی تدوین کی غرض و غایت اس طرح بیان کی گئی:

علم فقہ ایک ناپیدا کنار سمندر ہے، اس کی باریکیاں سمجھنے اور پیچیدگیاں حل کرنے کے لئے تبحر علمی اور مہارتِ تامہ کی ضرورت ہے، خصوصاً مذہب حنفی کے بارے میں، کیونکہ حنفی مذہب مین مختلف طبقے اور درجے کے مجتہد ہوئے، جن میں باہمی اختلافات کی کثرت ہے۔

مجلس نے ۱۲۵۸ھ/ ۱۸۶۹ء پورا سال قانون سازی پر صرف کیا، جس کے نتیجے میں مقدمہ اور مجلّہ کا پہلا باب تیار ہوا، جو شیخ الاسلام اور حکومت کے ارباب حل وعقد کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ اس میں ضروری اصلاحات اور ترمیمیں بھی کی گئیں، پھر مجلس کے اراکین نے آپس میں کام تقسیم کر لیا، لیکن صدر مجلس تمام ابواب میں شریک رہے۔ چنانچہ سن ۱۲۹۳ھ/ ۱۸۷۶ء میں مجلّہ کی تالیف مکمل ہوگئی، اس طرح حکومت عثمانیہ کے قانون مدنی کی تدوین ہوئی، جو سلطان ترکی کے حکم سے ''مجلۃ الاحکام العدلیۃ'' کے نام سے شائع ہوا۔

مضامین مجلّہ:

مجلۃ الاحکام العدلیہ ۱۸۸۱ دفعات پر مشتمل ہے اس میں ایک مقدمہ اور ۱۶/۱ ابواب ہیں۔ مقدمہ میں ۱۰۰ دفعات ہیں۔ پہلی دفعہ میں علم فقہ کی تعریف اور اس کی قسمیں بیان کی گئی ہیں، باقی

دفعات میں عام قواعد کلیہ کا ذکر ہے۔ مجلّہ کے ابواب حسب ذیل ہیں :

۱۔ کتاب البیوع (خرید و فروخت)۔ ۲۔ کتاب الاجارات (ٹھیکہ وغیرہ)۔
۳۔ کتاب الکفالۃ (ضمانت) ۴۔ کتاب الحوالہ حوالگی ہنڈی اور چیک وغیرہ
۵۔ کتاب الرہن (گروی رکھنا) ۶۔ کتاب الامانات۔
۷۔ کتاب الہبہ۔ ۸۔ کتاب الغصب والاتلاف۔
۹۔ کتاب الحجر (بیع کی ممانعت) ۱۰۔ کتاب الشرکات (کمپنیوں کے قوانین)
۱۱۔ کتاب والکالۃ ۱۲۔ کتاب الصلح والابراء (مصالحت وواجبات کی معافی)
۱۳۔ کتاب الاقرار۔ ۱۴۔ کتاب الدعویٰ
۱۵۔ کتاب البینات والتحلیف (ثبوت دعویٰ اور قسم)
۱۶۔ کتاب القضاء (فیصلے کے قوانین)

مجلّہ کے اکثر احکام و مسائل مذہب حنفی کی ظاہر الروایت کتابوں سے ماخوذ ہیں اور جس مسئلے میں امام اعظم اور صاحبین کا اختلاف ہے وہاں مجلّہ میں وہ مذہب اختیار کیا گیا ہے جو دورِ جدید کے تقاضوں اور مصلحت عامہ کے لحاظ سے زیادہ منفعت بخش ہے۔

فتاویٰ عالمگیری اور فقہ اسلامی کی دوسری کتابوں کے برعکس مجلّہ میں عبادات اور عقوبات (تعزیرات) کے مسائل بیان نہیں کئے گئے، بلکہ اس میں صرف ان مسائل فقہ کا ذکر ہے جن کا تعلق تمدنی زندگی کے معاملات سے ہے۔

مجلّہ میں یورپ کے سول قانون کے مقابلے میں کچھ خامیاں بھی ہیں، مثلاً مجلّہ میں شخصی مسائل بیان نہیں کئے گئے، جیسے نکاح، طلاق، نان ونفقہ، بیٹا ہونا، نسب، ولایت، نابالغ کی سرپرستی اور پرورش اولاد وغیرہ۔ صرف حجر (ممانعت بیع) کا ذکر باب نمبر ۹ میں کیا گیا ہے، اسی طرح مجلّہ میں مسائل وراثت، وصیت، گم شدہ شئے اور اوقاف کا ذکر نہیں کیا گیا۔

مجلّہ کی شرحیں :

مجلۂ احکام عدلیہ نے عدلیہ اور معاملات شرعیہ میں پائے جانے والے خلا کو پُر کر دیا تھا، اس وقت تک جو مسائل شرعیہ فقہ کی مختلف کتابوں میں منتشر تھے اور ایک ہی مسئلے میں متعدد اقوال اور

فتاویٰ پائے جاتے تھے وہ سب واضح اور صریح احکام کی صورت میں اس خوبی سے منضبط ہو گئے کہ قانون دان حضرات کو ان کے سمجھنے اور پیش نظر معاملات میں ان سے استفادہ کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی تھی۔

یہ مجلّہ کی اہمیت تھی کہ جو علماء کتب فقہ کی شرحیں اور حواشی لکھنے میں مصروف تھے، ان میں سے بہت سے فضلاء مجلّہ کی شرح کی طرف متوجہ ہو گئے۔

سطور ذیل میں مجلّہ کی شروح کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ مسعود مفتی، سابق شاہی مفتی نے ''مرأۃ مجلۃ الاحکام العدلیۃ'' کے نام سے شرح لکھی جو ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء میں آستانہ (ترکی) سے چھپی، یہ ترکی متن کی عربی شرح ہے جس میں قوانین مجلّہ کے مآخذ صحیح طور پر بیان کئے گئے ہیں نیز مختصر شرح کی ہے۔

۲۔ عاطف بیگ۔

۳۔ رشید پاشا۔

۴۔ جودت پاشا۔

ان تین حضرات نے ترکی زبان میں مجلّہ کی شرحیں لکھیں۔

۵۔ رستم باز لبنانی سابق رکن مجلس شوریٰ حکومت عثمانیہ، ان کی شرح ۱۸۸۸ء میں اور اس کے بعد کئی دفعہ شائع ہوئی۔ یہ شرح چار جلدوں پر مشتمل ہے اور پاکستان میں بھی چھپی ہوئی ہے، اس کی عبارت آسان اور مختصر ہے، اصل مآخذ بھی بیان کئے گئے ہیں، لیکن احکام مجلّہ کے دلائل شرعیہ بیان نہیں کئے گئے۔

۶۔ یوسف آفندی نے دو جلدوں میں ''مرأۃ المجلۃ'' کے نام سے شرح لکھی۔

۷۔ علی حیدر، عثمانیہ ہائی کورٹ کے پہلے صدر، محکمۂ فتاویٰ کے امین، وزیر عدل اور استنبول کے لاء کالج میں ''مجلّہ'' کے پروفیسر نے سب سے زیادہ ضخیم اور شاندار شرح لکھی جس کا نام ہے ''دارالحکام شرح مجلۃ الاحکام'' یہ سولہ حصوں پر مشتمل ہے، اس میں مجلّہ کے تمام احکام کی شرعی دلیلیں مع کتب حوالہ بیان کی گئی ہیں، پروفیسر مختصر فہمی حسینی، بیرسٹرایٹ لاء نے اس کا ترجمہ عربی زبان میں شائع کیا۔

۸۔ پروفیسر محمد سعید مراد الغزی، پروفیسر لاء کالج دمشق نے ''کتاب الادلۃ الاصلیۃ الاصولیۃ

شرح ملة الاحكام العدلية في قسم الحقوق المدينة" کے نام سے ۱۹۱۹ء میں مجلّہ کی شرح لکھی جو چھوٹے چھوٹے تین حصوں پر مشتمل ہے، اس شرح میں کلی دفعات کے مفید مقابلے کئے گئے ہیں۔ ۱۳۳۸ھ میں ''مطبع بطرزیرکیہ'' سے چھپی۔

۹۔ پروفیسر محمد سعید محاسنی، پروفیسر مجلّہ لاء کالج، دمشق نے ۱۹۲۷ء میں ایک شرح لکھی جو درسی انداز کی کتاب ہے اور تین حصوں پر مشتمل، اس میں حوالے حذف کر دیئے گئے ہیں اور قوانین جدیدہ سے مقابلے کا اضافہ کیا گیا ہے، اسی فاضل کی مجلّہ کے موضوع پر ایک اور مختصر کتاب ہے جس کا نام ہے ''موجز في القانوني المدني''۔

۱۰۔ محمد خالد اتاسی رحمہ اللہ تعالیٰ سابق مفتی حمص نے مجلّہ کی شرح لکھی جسے ان کے بیٹے محمد طاہر اتاسی سابق مفتی نے مکمل کر کے شائع کیا یہ جامع شرح چھ حصوں پر مشتمل ہے۔

۱۱۔ سید منیر جج، پرنسپل لاء کالج، بغداد کی شرح پانچ حصوں پر مشتمل ہے، اس میں ابواب کی ترتیب دفعات کے نمبروں کے لحاظ سے نہیں ہے بلکہ مضامین کے اعتبار سے ہے۔ یہ شرح ۱۹۳۶ء اور ۱۹۴۲ء کے درمیان بغداد کے دو مطبعوں ''معارف'' اور تفیض الاہلیہ'' میں طبع ہوئی۔(۱)

''مجلة الاحکام العدلیہ'' پہلی جنگ عظیم کے بعد ترکیہ اور اس کے زیر اثر ممالک میں بحیثیت دستور العمل قائم رہا، اس کے بعد ترکیہ میں بالکل منسوخ ہو گیا، پھر چند مسائل کے علاوہ لبنان میں بھی آہستہ آہستہ منسوخ ہو گیا اور آج کل ترمیم شدہ صورت میں صرف فلسطین، عراق، سوریا اور شرق اردن میں باقی ہے۔(۱)

ضرورت اس امر کی ہے:

کہ مجلّہ اور اس کی کسی اہم شرح کا اردو ترجمہ پاکستان میں شائع کیا جائے، نیز اس کتاب کو دینی مدارس اور یونیورسٹیوں میں زیادہ سے زیادہ متعارف کرایا جائے اور اللہ تعالیٰ توفیق دے تو علماء کا ایک بورڈ اس کام کو آگے بڑھائے۔ واللہ الموفق۔

۱۔ ''مجلة الاحکام العدلیۃ'' کے بارے میں یہ تمام تفصیلات ڈاکٹر صبحی محمصانی کی تصنیف فلسفۂ شریعت اسلام کے ترجمہ سے لی گئی ہیں۔ ترجمہ کے فرائض مولوی محمد رضوی نے انجام دیئے ہیں۔ یہ کتاب مجلس ترقی ادب، ۲/کلب روڈ، لاہور نے ۱۹۹۶ء میں شائع کی تھی۔ مولانا حافظ محمد سعداللہ صاحب مدیر مسئول سہ ماہی منہاج کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کے متعلقہ صفحات کی فوٹو اسٹیٹ کاپی راقم کو مہیا کی۔ (شرف قادری)

☆ الفقه حقيقته الفتح والشق ☆ فقہ کے معنی ہیں کھولنا اور بیان کرنا ☆